

کلام مکشوف

قربان گاہِ کلام اور اس کی بادشاہی
ہم اسی حد تک آزاد ہیں جتنا ہم یاد رکھتے ہیں
سانپ

بادشاہی کے بھائی/بہن

دو یا دو سے زیادہ کلام اور اس کی بادشاہی کے نام پر جمع ہو کر، ہم مل کر یاد کا آغاز کرتے ہیں۔
میں تم سے اپنے بارے میں بات کرنے نہیں آیا، نہ اپنی داستان کے بارے میں، نہ اپنے حالات کے بارے میں، نہ اُس
سچائی کے بارے میں جو مجھ سے جنم لیتی ہے۔

میں تم سے اُس سچائی کے بارے میں بات کرنے آیا ہوں جس سے تمام چیزیں صادر ہوتی ہیں اور تمام چیزیں بنائی
گئیں، کلام جو نادیدہ میں ہے۔

میں تمہارے سامنے حاضر ہوتا ہوں، بغیر دستخط اور بغیر چہرے کے۔ لیکن میں نہ تمہاری پہچان چاہتا ہوں، نہ تمہاری
تعریف، نہ تمہارا مال، کوئی ظاہری چیز مجھے درکار نہیں، کوئی جھوٹی چیز میں نہیں چاہتا۔ بادشاہی کلام میں نہ کچھ
زائد ہے اور نہ کچھ کم۔

یہاں تم نہ پڑھو گے، نہ سیکھو گے، نہ جمع کرو گے، نہ حفظ کرو گے، نہ دہراؤ گے۔

یہ وہ مقام ہے، جو کتاب نہیں، بلکہ جہاں دو یا زیادہ کلام اور اُس کی بادشاہی کے نام پر جمع ہوتے ہیں تاکہ مل کر یاد
آوری کا آغاز کریں۔

یاد کریں کہ ہم حقیقت میں کون ہیں۔ یاد کریں کہ ہم گوشت سے پہلے کون تھے، انا سے پہلے، کردار سے پہلے اُس کی
داستان، اُس کے حالات، اُس کی سچائی، اُس کے مفادات کے ساتھ...

ہم ہر شکل سے پہلے کون ہیں؟

یہ قربان گاہ برابر تازہ ہوتی رہے گی یہاں تک کہ بھولا ہوا کلام یاد کر لیا جائے اور اُس کی بادشاہی قائم ہو جائے۔

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمام بادشاہی آسمان ظاہر کی جائے گی تاکہ سمجھا اور سمجھا جائے۔ تاکہ یاد کیا جائے
اور پہچانا جائے۔

جو کچھ یہاں ظاہر ہوتا ہے وہ میری رائے نہیں، نہ میرا خیال، نہ میرا عقیدہ... یہ سب اُس کردار سے جنم لیتا ہے جو میں
نہیں ہوں اور یہاں لکھتا نہیں۔ کیونکہ تب میں تم سے جھوٹ بولتا اور دستخط اور چہرے کے ساتھ یہ بے شمار کتابوں
میں ایک اور کتاب ہوتی۔

جو کچھ یہاں ظاہر ہوتا ہے وہ مجھ سے جنم نہیں لیتا، میں ان کلاموں سے آیا ہوں اور تمام چیزیں انہی سے آتی ہیں۔ اور
اسی لیے، میں اُس سچائی کی ملکیت یا تصنیف (دستخط اور چہرہ) کا دعویٰ نہیں کر سکتا جس سے میں آیا ہوں اور
تمام چیزیں آتی ہیں۔ کیونکہ سچائی صرف میری نہیں، میں اُسی سے آیا ہوں۔ کلام کی سچائی جسے میں نے یاد کیا اور
پہچانا، اور اُس کے نام میں لکھتا ہوں۔

میرا کلام باپ کی تلوار ہے جو کلام میں ڈھلی اور آگ میں تھامی گئی۔

یاد کرنا جو بھول گیا

اپنی ذات کو ظاہر کرنے کے لیے، کہاں رجوع کریں؟ باہر یا اندر؟

تیرے ہونے کو ظاہر کرنے کے لیے نہ تعلیم کی ضرورت ہے، نہ سیکھنے کی، نہ دوسروں یا دوسروں کی کتابوں میں جواب تلاش کرنے کی، نہ یونیورسٹی یا مذاہب کی طرف جانے کی؛ تیرے باہر جواب تلاش کرنے کی ضرورت نہیں، نہ تیرے باہر سے کچھ چاہیے اور نہ ہی کوئی خارجی چیز... کیونکہ تُو ہی وہ کتاب ہے جسے پڑھ کر تُو اپنے آپ کو پائے گا۔ یہ یاد کرنے کا واحد طریقہ کہ ہم کون ہیں، باطنی مکالمے کے ذریعے ہے، سوالوں اور جوابوں کے ذریعے جو تُو خود تجویز کرتا ہے اور اندرونی طور پر (غیر مرئی میں) ظاہر کرتا ہے۔

جب تُو یاد کرتا ہے، تُو جانتا ہے۔

جب تُو پہچانتا ہے، تُو ہے۔

بھائی/بہن، ہم اپنے باپ کی بادشاہی کی طرف اندرونی طور پر لوٹ رہے ہیں، ہم اپنے بھولے ہوئے گھر کی واپسی کا راستہ یاد کرنے جا رہے ہیں۔ تُو اور میں اکٹھے کلام کے نام پر جمع ہیں اور ہمارے درمیان بادشاہی ظاہر ہوگی۔

میں تجھے کچھ نہیں سکھاؤں گا جو تُو نہیں ہے، یہاں ہم یاد کرنے جا رہے ہیں جو بھلایا گیا تھا اور جو ہم سب ہیں: کلام جو جسم بن گیا۔

یاد کا ظہور اس ضرورت سے ہوتا ہے کہ حقیقت کو شکل میں نظر آنے والی چیزوں سے پرے تلاش کیا جائے۔ یہ وجودی سوالوں کے جواب تلاش کرنے کی ضرورت سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ اس بات کی وضاحت کی ضرورت سے پیدا ہوتا ہے کہ اس دنیا میں اتنی مصیبتیں کیوں ہیں۔ یہ اس ضرورت سے پیدا ہوتا ہے جو تیرے اپنے نفس اور تیری اپنی موجودیت سے بھی آگے ہے۔

کردار (جسم) سے پہلے یاد کرنا کیسے شروع کریں؟

اپنے ذہن کو اپنے کردار، اپنے انا کی خدمت میں خاموش کر۔

کردار اور انا کیا ہے؟

جو تُو حقیقت میں نہیں ہے لیکن ہر وقت اسے مجسم کر رہا ہے:

میری آرام کے لیے سونا۔

میری صحت کے لیے کھانا۔

میرے جسم کے لیے جم۔

میرے پیسے کے لیے کام کرنا۔

میری پسند کو مطمئن کرنے کے لیے تفریح

...

ان تمام مثالوں میں، ہمارا ذہن ہمارے نفس، ہمارے کردار اور اس کی انا کی خدمت میں ہے۔ کردار اور انا کو مجسم کرنا، اپنے لیے جینا ہے، جہاں ذہن مکمل طور پر تیرے نفس کی خدمت میں ہوتا ہے۔ اور اس مجسم حالت میں تیرا ذہن خاموش نہیں ہوتا، یہ اس چیز کے شور سے بھرا ہوتا ہے جو تُو نہیں ہے۔ اس حالت میں ذہن اپنے آپ کو کردار کے جسم میں تجربہ شدہ اور جیے ہوئے حالات سے یاد اور پہچانتا ہے: تیرا ماضی، تیری رائے، تیرے عقائد، تیری پسند، تیری دلچسپیاں، تیری ذمہ داریاں، تیرا معمول، تیرے خوف، ...

تو پھر، میں ذہن کو خاموش کیسے کروں؟

اپنے آپ کو بھول جا، جو کچھ سیکھا ہے، جو کچھ جمع کیا ہے، اپنا سارا ماضی، اپنی پسند، اپنے عقائد، اپنی رائے، اپنی دلچسپیاں سب بھول جا... اور صرف یہی نہیں، اپنی ذمہ داریاں اور کردار اور اس کی انا کا معمول بھی بھول جا، "مجھے ... کرنا ہے" اسے بھول جا جب تک تُو یاد کر رہا ہے... کیونکہ مطلق خاموشی میں تیرا ذہن تیرے کردار اور اس کی انا کی خدمت میں نہیں ہوتا، اب تیرا ذہن کسی بہت بڑی چیز کی خدمت میں ہوتا ہے، جو نہ صرف تجھے گھیرے ہوئے

ہے، بلکہ تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ اب تیرا ذہن خاموشی میں اس حقیقت کی خدمت میں ہے جس سے تمام چیزیں صادر ہوتی ہیں۔

جب تُو خاموشی میں داخل ہوتا ہے اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے کیونکہ تُو یاد اور پہچانتا ہے کہ تیرے کردار اور اس کی انا سے پہلے کچھ ہے، تو خالی پن ظاہر ہوتا ہے، اب کردار اور اس کی انا کا کوئی دفاع نہیں ہوتا، ذہن کا شور رک جاتا ہے، اور ذہن کلام کی خدمت میں لگ جاتا ہے، اس حقیقت کی خدمت میں جس سے سب کچھ بنایا گیا اور اس حقیقت کی خدمت میں جس سے تمام چیزیں آتی ہیں۔
ذہن کو خاموش کرنے کا مطلب ذہن کا استعمال نہ کرنا نہیں ہے، ذہن کو خاموش کرنے کا مطلب ہے ذہن کو اپنے نفس، اپنے کردار اور اس کی انا کی خدمت میں لگانا بند کر دینا؛ ذہن کو خاموش کرنے کا مطلب ہے اپنے مسائل، اپنے کام، اپنے ماضی، اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنا بند کر دینا، ان تمام چیزوں کے بارے میں سوچنا بند کر دینا جو تجھ سے پیدا ہوتی ہیں۔ ذہن کو خاموش کرنے کا مطلب ہے ذہن کو اس حقیقت کی خدمت میں لگانا جو ہم سے پہلے ہے، کلام کے ماخذ میں غیر مرئی طور پر۔

خالی پن، وہ زرخیز زمین جہاں کلام کی خدمت میں ذہن یاد کر سکتا ہے کہ ہم حقیقت میں کون ہیں کیونکہ اب ہم اپنے آپ کو کردار اور اس کی انا کے ساتھ جسم میں یاد یا پہچانتے نہیں، جو ہم جوہر میں نہیں ہیں۔

یہ اس خالی پن میں ہے جو خاموشی سے بنتا ہے جہاں ذہن تیرے کردار اور اس کی انا کی خدمت میں رہنا چھوڑ دیتا ہے، اور اس چیز کی خدمت میں لگ جاتا ہے جو اس سے پہلے ہے جو تُو نہیں ہے (کردار اور اس کی انا)، اسی وقت پہلا معجزہ ہوتا ہے... حضور۔

حضور ظاہر ہوتا ہے، جو توجہ نہیں ہے، جو متوجہ رہنا نہیں ہے۔ حضور شعور ہے۔ حضور ہر چیز کو دیکھنے والے اور دیکھی جانے والی چیز کے طور پر مشاہدہ کرنا ہے۔ حضور ایک کے ساتھ سب کے شعور میں رہنا ہے۔ اور یہ صرف اس وقت ہوتا ہے، جب تیرے اندر تُو اس کردار اور اس کی انا کو مار دیتا ہے جو تُو نہیں ہے، جب تُو ذہن کو اس حقیقت کی خدمت میں لگا دیتا ہے جس سے تُو آیا ہے اور تمام چیزیں آتی ہیں: کلام۔

اور اسی مجسم حالت میں ذہن کے ساتھ حقیقت اور ماخذ کی خدمت میں، ہم اب یاد کرنے، ظاہر کرنے اور پہچاننے کے لیے تیار ہیں ایسے خزانے جنہیں نہ کوئی پیمانہ ناپ سکے اور نہ کوئی لیبل بیان کر سکے۔

اسی حالت میں ہمارے خیالات صرف ہم تک محدود نہیں ہوتے، اس تک جو ہم سے پیدا ہوتا ہے: ہمارا کام، ہمارے رشتے، ہمارے کام؛ بلکہ اس حالت میں ہمارے خیالات اس سے آگے جاتے ہیں جو ہم جسم میں ہیں اور اس حقیقت سے آگے جو ہم میں سے ہر ایک اس کے اندر جیتا ہے۔

اسی حالت میں کلام خود کو باطنی مکالمے میں ظاہر کرتا ہے۔
کیونکہ اب ہمارا باطنی مکالمہ ایسے سوال نہیں پوچھے گا جہاں ہمارا نفس (کردار اور اس کی انا) مرکز ہو؛ بلکہ اب مکالمہ ایسے سوال پوچھے گا جہاں وحدت مرکز ہو۔

... اور اسی مرکز سے اب ہم آسمانوں کی بادشاہی کی واپسی کا راستہ یاد کرنا شروع کر سکتے ہیں اور اس تنگ دروازے سے داخل ہو سکتے ہیں جو اس بادشاہی تک رسائی دیتا ہے۔

یہاں سے جو کچھ بھی باطنی مکالمے میں یاد کے ساتھ ظاہر ہوتا رہے، وہ خود ایک معجزہ ہے، کیونکہ ہر ظاہر شدہ حقیقت مقدس ہے۔

وہ دروازہ جو بادشاہی تک رسائی دیتا ہے تنگ (تنگ) کیوں ہے؟
کیونکہ کردار یا اس کی انا کے ساتھ داخل نہیں ہو سکتا۔ اس تنگ دروازے سے داخل ہونے کے لیے جو آسمانوں کی بادشاہی تک رسائی دیتا ہے، پہلے خالی ہونا پڑتا ہے اور پھر یاد اور پہچان کے ساتھ اپنے آپ کو پانا پڑتا ہے۔

لیکن یہ بات سمجھ لے، بادشاہی میں تُو اس چیز کو لے کر داخل نہیں ہو سکتا جو تُو نہیں ہے، لیکن یہ ضد کی وجہ سے نہیں، بلکہ مطابقت (کنجی) کی وجہ سے ہے... کیونکہ بادشاہی میں واپس آنے کے لیے تُو نے یاد کرنا ہوگا کہ اس بادشاہی تک کیسے پہنچنا ہے... اور جیسا کہ ہم نے پہلے ظاہر کیا ہے، اگر ہمارا ذہن ہمارے کردار اور اس کی انا کی خدمت میں ہے تو ہم واپسی کے راستے کی یاد تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارے باطنی مکالمے میں سوالوں کا مرکز وحدت نہیں ہوگا، نہ حقیقت، نہ کلام، نہ ماخذ، نہ بادشاہی... بلکہ باطنی مکالمے میں سوالوں کا مرکز نفس، کردار اپنی انا اور اس کے حالات کے ساتھ ہوگا... اور وہ سوال اور ان کے جواب آسمانوں کی بادشاہی تک نہیں لے جاتے۔

تو پھر آسمانوں کی بادشاہی میں داخل ہونے کے لیے، پہلے تُو خالی ہوتا ہے، پھر یاد کرتا ہے (جانتا ہے)، پھر پہچانتا ہے (ہوتا ہے) اور آخر میں اپنے آپ کو پاتا ہے (میں ہوں)۔

دنیاۓ باطن اور دنیاۓ ظاہر

جیسا کلام کے غیب میں اندر ہے، ویسا ہی صورت کے ظاہر میں باہر ہے۔
... مکاشفہ کے عمل میں ...